توضیح و تنقیح

معازف و مزامیر کا شرعی حکم (۲)

مولانا عبدالغفار حسن

حرمتِ مزامیر پر دوسری روایات

صحیح بخاری کی مذکورہ بالا قابل اعتماد روایت کے علاوہ ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، مسند احمد، طبرانی وغیرہ میں بے شمار ایسی احادیث ہیں جن سے معازف و مزامیر کی حرمت واضح طور پر ثابت ہوتی ہے۔ اس سے انکار نہیں کہ ان روایات کی اکثریت پر محدثین نے جرح کی ہے، لیکن مجموعی طور پر یہ سب احادیث ایک دوسرے کی تقویت اور تائید کا ذریعہ بنتی ہیں[۱] اور اس بنا پر یہ روایات قابل اعتماد اور لائق استناد باور کی گئی ہیں، قاضی شوکانیؒ لکھتے ہیں:

"مجموعی طور پر یہ روایات استدلال کی بنیاد بن سکتی ہیں، خصوصاً جب کہ ان میں سے بعض روایات کو 'حسن' تسلیم کیا گیا ہے۔ اس لئے یہ تمام روایات مجموعی طور پر کم از کم حسن لغیرہٖ تو شمار ہوں گی یعنی فی نفسہٖ صحت کے لحاظ سے معیار بلند نہ سہی مجموعی طور پر لائق استناد بن جاتی ہیں"۔

اس کے بعد قاضی شوکانیؒ لکھتے ہیں کہ گانے والی لونڈیوں کی بیع کی ممانعت پر مشتمل روایات متعدد سندوں سے ثابت ہیں۔ اسی طرح "الغناء ینبت النفاق" (گانا نفاق پیدا کرتا ہے) یہ روایت بھی متعدد سندوں اور طریقوں سے مروی ہے۔ (نیل الاوطار ج ۷ ص ۱۱۳)

۱۔ واضح رہے کہ ایسی ضعیف روایات جن کا تمام تر مدار ایسے ناقابل اعتماد راویوں پر ہو جو محض حافظہ کے لحاظ سے ہی کمزور نہ ہوں بلکہ ان کو کاذب یا متہم بالکذب بھی قرار دیا گیا ہو، اگر وہ بیسیوں کی تعداد میں بھی ہوں تب بھی لائق استناد نہ ہوں گی، لیکن اگر راویوں پر صرف ضعف حافظہ کا الزام ہو تو اس صورت میں ایسی روایات کا مجموعہ حسن قرار دیا جائے گا اور شرعی مسائل میں ان کو حجت مانا جائے گا۔ مقدمہ ابن الصلاح ص ۱۷، مقدمۂ مشکوٰۃ ص ۵

سنن ابو داوٗد کی روایت

صحاح ستہ کی مشہور کتاب سنن ابو داوٗد کی روایت ہے:

عن نافع سمع ابن عمر مزمارا قال فوضع اصبعیہ علی اذنیہ..
....وقال کنتُ مع رسول اللہ ﷺ فسمع مثل ھذا فصنع مثل ھذا (ابوداوٗد کتاب الادب)

"نافع سے روایت ہے عبداللہ بن عمرؓ نے بانسری کی آواز سنی تو آپ نے کان' انگلیوں سے بند کر لئے...... اور فرمایا: میں (ایک بار) آنحضور ﷺ کے ہمراہ تھا' آپؐ نے اسی طرح آواز سنی اور یہی طرز عمل اختیار کیا۔"

اس روایت کو امام ابوداوٗد نے منکر قرار دیا ہے' لیکن منکر ہونے کی وجہ کوئی بیان نہیں کی۔ سنن ابوداوٗد کی مشہور مستند شرح عون المعبود میں لکھا ہے:

"اس روایت کے منکر قرار دیئے جانے کی وجہ معلوم نہ ہو سکی' اس کے تمام راوی ثقہ ہیں' اس حدیث کا کوئی راوی بھی اپنے سے کسی ثقہ تر راوی کا مخالف نہیں ہے۔"

امام سیوطیؒ نے ابن عبدالہادی کا قول نقل کیا ہے کہ اس روایت کو سلیمان بن موسیٰ کی وجہ سے محمد بن طاہر نے ضعیف قرار دیا ہے' حالانکہ سلیمان بن موسیٰ کو متعدد اہل علم نے ثقہ اور حسن الحدیث راویوں میں شمار کیا ہے' پھر اس کی متابعت و تائید میں مسند ابویعلیٰ اور طبرانی کی روایات موجود ہیں۔ (عون المعبود ج ۴' ص ۴۳۵)

ایک ضروری وضاحت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور عبداللہ بن عمرؓ کے بانسری کی آواز سن کر کان بند کر لینے سے مقصود صرف شدید نفرت اور ناپسندیدگی کا اظہار تھا۔ اس قسم کے مواقع پر کانوں میں انگلیاں ٹھونس لینا کچھ ضروری نہیں ہے۔ اصل میں کان لگا کر سننا منع ہے۔ اگر اتفاقاً گانے بجانے کی آواز کان میں پڑ جائے تو اس سے گناہ لازم نہیں آتا۔ جس طرح کہ نامحرم عورت پر اچانک بلا ارادہ نگاہ پڑ جائے تو خدا کے ہاں کوئی مواخذہ نہ ہو گا' لیکن بالقصد اور بالارادہ تاک جھانک کرنا قطعاً حرام ہے' اس پر شدید وعید آئی ہے اور اسے آنکھ کا زنا قرار دیا گیا ہے۔

چند کمزور سہارے

مذکورہ بالا صفحات میں سنتِ رسول ﷺ کی واضح تصریحات سے یہ دکھلانا مقصود تھا کہ اسلام میں معازف و مزامیر کے لئے کوئی گنجائش نہیں ہے۔

اب ان دلائل و شواہد کا تجزیہ کیا جاتا ہے جو حامیانِ موسیقی کی طرف سے معازف و مزامیر کے جواز بلکہ مستحب اور مستحسن ہونے پر پیش کئے جاتے ہیں۔

قرآن سے استدلال: قرآن میں ہے: وَاٰتَیْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا۔ اس آیت کی تشریح اور تائید میں بائبل میں سے زبور کی یہ عبارت پیش کی گئی ہے:

> "نرسنگے کی آواز کے ساتھ اس کی حمد کرو۔ بربط اور ستار پر اس کی حمد کرو' تار دار سازوں اور بانسری کے ساتھ اس کی حمد کرو' زور سے جھنجھناتی جھانجھ کے ساتھ اس کی حمد کرو"۔ (زبور باب ۱۵ آیت ۳ تا ۵)

اس سے انکار نہیں کہ موجودہ بائبل میں بہت سی حکمت و دانائی کی باتیں پائی جاتی ہیں لیکن اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ صحیح روایات و آثار سے جن چیزوں کی کراہیت و حرمت ثابت ہو چکی ہے ان کو بائبل کی روایات کی بنا پر جائز بلکہ سنتِ داؤدی قرار دے دیا جائے۔ اگر یہ دروازہ ایک مرتبہ کھول دیا گیا تو رہزنی' شراب نوشی' قمار بازی' زناکاری اور بت پرستی سب کے جواز کا فتویٰ بھی دینا ہو گا کیونکہ موجودہ بائبل میں تو نعوذ باللہ نوح علیہ السلام' لوط علیہ السلام' ہارون علیہ السلام' داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف ان اخلاقی جرائم اور سیاہ کاریوں کو بھی منسوب کیا گیا ہے' حوالہ کے لئے ملاحظہ ہو بائبل کتاب پیدائش باب ۶' باب ۱۹' کتاب خروج باب ۳۲' صموئیل کتاب ۲ باب ۱۱' کتاب سلاطین باب ۱۱' یوحنا باب ۱۰

حدیث کا سہارا: صحیح مسلم کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو موسیٰ اشعریؓ کو خوش الحانی کے ساتھ قرآن پڑھتے ہوئے سنا تو فرمایا:

یَا اَبَا مُوْسٰی اِنَّکَ قَدْ اُعْطِیْتَ مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِیْرِ آلِ دَاوٗدَ

"اے ابو موسیٰ! تمہیں آلِ داؤد کے مزامیر میں سے مزمار عطا ہوا ہے"۔

اس حدیث کی تشریح میں ایک صاحب کہتے ہیں: "اس سے مراد تلاوت کا ایسا انداز ہے جس میں موسیقیت کی جھلک ہو، کچھ سُر ہو، کچھ لے ہو، اس کے لئے ایک جامع لفظ "تغنّی" ہے"۔ لیکن اگر یہ تشریح صحیح ہے تو کہنے والا یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ لیجئے مزمار کا ثبوت بھی سنتِ داوٴدیؑ اور سنتِ محمدیؐ دونوں سے مل گیا۔"

حقیقت میں نہ یہاں "تغنّی" ہے نہ موسیقیت اور نہ راگ الاپنے کی حمایت، اس سے تو صرف حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کی مؤثر اور پر کشش خوش الحانی کا اظہار و اعتراف مقصود ہے۔ جیساکہ ایک روایت میں آتا ہے: "انّ من البیان لسحرًا" (بلاشبہ کچھ بیان و خطاب جادو کا سا اثر رکھتے ہیں) کیا اس تشبیہ کی بنا پر اس سے سحر و ساحری کا جواز نکالا جاسکتا ہے؟

روایات کا سہارا: معازف و مزامیر اور گانے بجانے کی حمایت میں بخاری کی بھی دو روایتیں پیش کی جاتی ہیں۔ ایک یہ کہ:

> "حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور میرے ہاں تشریف لائے۔ اس وقت دو لڑکیاں جنگِ بعاث کے گانے گا رہی تھیں، حضور ﷺ بستر پر لیٹ گئے اور دوسری طرف کروٹ لے لی اور چہرۂ مبارک پھیرلیا۔ اتنے میں حضرت ابوبکرؓ تشریف لائے اور مجھے ڈانٹتے ہوئے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں یہ شیطانی گیت؟ آنحضور ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا، ان کو رہنے دو، یہ عید کا دن ہے"۔

اس روایت میں چند امور تنقیح طلب ہیں (ا) غناء اور تغنّی کے معنی (ب) جاریہ کا مفہوم (ج) اشعار کی نوعیت (د) حضرت ابوبکرؓ کے ٹوکنے اور منع کرنے کی بنیاد۔

(الف) "غنا" یا "تغنّی" محض گانے ہی کے لئے نہیں آتے بلکہ بلند آواز سے خوش الحانی کے

۲۔ حضرت داوٴد علیہ السلام کو موسیقار اور مغنّی ثابت کرنے کے لئے مصنف عبدالرزاق وغیرہ کی روایات ہی پیش کی گئی ہیں لیکن مصنف عبدالرزاق جیسی کتابوں کا شمار تیسرے طبقے میں ہوتا ہے۔ اس طبقے کا سرمایۂ حدیث ہر قسم کی رطب و یابس اور غث و سمین روایات سے بھرپور ہے۔ (حجتہ اللہ البالغہ) ظاہر ہے کہ صحاحِ ستہ کی جن احادیث سے حرمتِ معازف و مزامیر ثابت ہوتی ہے ان کے مقابلہ میں ان کا کیا وزن ہو سکتا ہے۔

ساتھ پڑھنے کے معنی بھی آتے ہیں، جیسا کہ حدیث میں ہے:

ما اذن اللّٰہ لشئ ما اذن لنبیّ یتغنّی بالقرآن

یعنی اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کو اتنی توجہ سے نہیں سنا جتنی توجہ سے نبی (ﷺ) کو خوش الحانی سے قرآن پڑھتے ہوئے سنا۔ (مشکوٰۃ ج ا ص ۱۹۰ بحوالہ بخاری، مسلم)

ایک اور حدیث میں ہے: لیس منا من لم یتغن بالقرآن "جس نے قرآن کو خوش الحانی سے نہیں پڑھا وہ ہم میں سے نہیں"۔ (مشکوٰۃ ص ۱۹۰ بحوالہ بخاری)

اسی حدیث کی تشریح میں امام شافعیؒ نے کہا ہے کہ اس سے مراد تحسینِ قراءت ہے، اسی کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے: "زَیِّنُوا القرآن بِاَصواتکم" (مشکوٰۃ ص ۱۹۱، بحوالہ ابو داؤد) یعنی قرآن کو اپنی آوازوں سے زینت دو۔

ان احادیث کی تشریح میں ابن الاثیر لکھتے ہیں: کل من رفع صوتہٗ و والاہ فصوتہ عند العرب غناء (عربوں کے نزدیک بلند آواز سے تسلسل کے ساتھ پڑھنے کو غناء کہا جاتا ہے۔) یہی ابن الاثیر زیر بحث حدیث کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

"وعندی جاریتان تغنیان بغناءبعاث" ای تنشدان الاشعار التی قیلت یوم بعاث ولم نرد الغناء المعروف بین اھل اللھو واللعب وقد رخص عمر فی غناء الاعراب وھو صوت کالحداء

"عندی جاریتان تغنیان" کا مطلب یہ ہے کہ یہ دونوں نو عمر لڑکیاں وہ اشعار پڑھ رہی تھیں جو جنگ بعاث کے موقع پر (شجاعت و بہادری کے اظہار کے لئے) کہے گئے تھے، اس سے وہ گانا مراد نہیں ہے جو لہو و لعب کے رسیا لوگوں کے ہاں رائج ہے۔ حضرت عمرؓ نے بدوؤں کو بھی غناء کی اجازت دی تھی، وہ بھی حدی خوانی کی طرح ایک آواز ہے۔ (نہایہ، ج ۲ ص ۱۷۳)

اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ لکھتے ہیں:

"از صحیح بخاری بعد از تغنیان گفتہ اند و لیستا بمغنیتین، یعنی غنا میکردند و ذات آنہا مغنی نبود کہ غنا حرفت آنہا باشد و غنا را خوب تو انند گفت و مشہور و معروف بداں باشند و تشویق بفاحشہ و تعریض بھوا کنند کہ داعی بفتنہ و فساد بود بلکہ

دخترکان بودند از اہل خانہ چنانکہ در خانہ ہا چیزے میگویند' (اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ج ا' ص ۶۴۰)

اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ دو لڑکیاں گھر میں جنگ کے بہادرانہ کارناموں پر مشتمل اشعار پڑھا کرتی تھیں لیکن وہ پیشہ ور مغنیہ نہ تھیں۔ ان میں کوئی چیز ایسی نہ تھی جو عشق و محبت کے جذبات کو بھڑکانے والی ہو یا کسی فتنہ و فساد کا موجب بنے۔ افسوس ہے کہ "ثقافت" کے مقالہ نگار نے یہ حدیث تو نقل کر دی لیکن "لیستا بمغنیتین" کے الفاظ نظرانداز کر گئے۔ علمی تحقیقات کے میدان میں اصحاب علم کو اس قسم کے مشکوک طرز عمل سے بالاتر ہونا ضروری ہے۔

خلاصہ یہ ہوا کہ غناء یا تغنّی کے دو معنی ہیں (ا) بلند آواز سے خوش الحانی کے ساتھ اشعار پڑھنا (۲) فنِ موسیقی کے قواعد کے مطابق آواز کے اتار چڑھاؤ کے کرتب کا پر تکلف مظاہرہ کرنا۔ شریعتِ اسلامی نے جس چیز کو گوارا کیا ہے وہ پہلا مفہوم ہے۔ آخر الذکر معنی کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ پھر اس کے ساتھ اگر ساز بھی شامل ہو جائے' (چاہے سوز ہو یا نہ ہو) تو اس کے شرابِ دو آتشہ بننے میں کوئی کسر باقی نہیں رہتی۔

"تغنّی" کی طرح قرآن میں لفظ "تزکیہ" ملتا ہے' اس کے دو مفہوم ہیں: (ا) پاک بننا' پاک بازی اختیار کرنا۔ (۲) پاک کہلانا اور نیکی اور پارسائی کا مظاہرہ کرنا۔ پہلے مفہوم کو مقامِ مدح میں بیان کیا گیا' جیسا کہ ارشاد ہے: قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا (فلاح پائی جس نے نفس کو پاک کیا) لیکن دوسرے معنی کو اپنانے سے روکا گیا ہے' فرمایا: لَاتُزَكُّوا اَنْفُسَكُم (اپنی پاکبازی کی نمائش نہ کرو)۔

(ب) لفظ "جاریہ" کی تشریح میں علامہ عینی لکھتے ہیں: الجارية فی النساء کالغلام فی الرجال ویقال علی من دون البلوغ منهما (عمدۃ القاری شرح بخاری' ص ۲۶۸) یعنی عورتوں میں جاریہ نابالغ بچی کو کہتے ہیں جس طرح غلام کا لفظ مردوں میں نابالغ لڑکے پر بولا جاتا ہے۔

(ج) اشعۃ اللمعات کی مذکورہ بالا عبارت سے ان اشعار کی نوعیت بھی معلوم ہو گئی جو یہ لڑکیاں پڑھ رہی تھیں' ان میں کوئی بھی ایسی بات نہ تھی جو سفلی جذبات کے لئے ہیجان انگیز ہوتی

جیسا کہ آج کل موسیقی کی محفلوں اور کانفرنسوں میں ہوتا ہے اور جن کے جواز کے لئے قرآن و حدیث سے دلائل جمع کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

(د) حضرت ابوبکرؓ کا اس موقع پر ٹوکنا ظاہر کرتا ہے کہ ان کو اتنی احتیاط ملحوظ تھی کہ بلند آواز سے اجتماعی رنگ میں اشعار پڑھنا پڑھانا بھی ان کو گوارا نہ ہوا' دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ پہلے سے انہوں نے زبانِ رسالت سے غناء کی مذمت سنی ہوگی تب ہی تو انہوں نے اسے مزمور الشیطان کہہ کر تنبیہہ فرمائی' نیز رسول اللہ ﷺ کا حضرت ابوبکرؓ کے مزمور الشیطان کہنے پر سکوت اختیار کرنا ظاہر کرتا ہے کہ آپؐ کے نزدیک بھی اس قسم کا مشغلہ پسندیدہ نہ تھا......اس حدیث کی تشریح میں علامہ آلوسیؒ لکھتے ہیں:

"حضرت ابوبکرؓ کا اس موقع پر ٹوکنا ظاہر کرتا ہے کہ انہوں نے اس سے پہلے غناء کی مذمت آنحضور ﷺ سے سنی ہوگی' جس کی بنا پر ان کا خیال تھا کہ یہ ممانعت عمومی طور پر ہر موقع کے لئے ہے۔ آنحضور ﷺ نے اپنے ارشاد سے واضح کر دیا کہ عید جیسے خوشی کے مواقع پر اس قسم کے تفریحی مشغلے پر قدغن لگانا اور تشدد برتنا مناسب نہیں ہے۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی واضح رہے کہ آپؐ کا اعراض اور بے التفاتی ظاہر کر رہی ہے کہ گھر کے ذمہ داروں اور بزرگوں کو ایسے مشاغل سے بالا تر رہنا ہی بہتر ہے"۔ (تفسیر روح المعانی' ج ۲۱ ص ۶۳)

صحابہؓ کے طرز عمل کی وضاحت

"تغنّی" کی مذکورہ بالا تشریح کے بعد ان روایات کا مفہوم بھی واضح ہو گیا جن میں بعض صحابہ کرام مثلاً حضرت عمرؓ اور حضرت براء بن مالکؓ وغیرہ کی طرف تغنّی کی نسبت کی گئی ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ مذکورہ بالا حدیث سے خوشی کے مواقع پر خوش آوازی سے اچھے مضمون کے اشعار اگر گھر کی لڑکیاں پڑھ لیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اسی طرح شادی بیاہ کے موقع پر اگر گھر کی لڑکیاں اعلان اور خوشی کے اظہار کے لئے دف کا بھی استعمال کر لیں تو اسے گوارا کیا جا سکتا ہے' جیسا کہ دوسری روایت سے ظاہر ہے۔

امام ابن تیمیہؒ کی تصریح

مذکورہ بالا احادیث کی وضاحت کرتے ہوئے امام ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں:

"ہاں آپؐ نے شادی وغیرہ میں عورتوں کو دف بجانے کی اجازت دی ہے' رہے مرد تو آپ کے زمانہ میں کوئی مرد بھی نہ ڈھول بجاتا تھا نہ تالیاں پیٹتا تھا"۔

بلکہ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ آپؐ نے فرمایا "تالی بجانا (یعنی دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی پشت پر مارنا) عورتوں کے لئے اور تسبیح یعنی سبحان اللہ کہنا مردوں کے لئے ہے (یعنی اگر امام نماز میں بھول جائے اور اس کو متنبہ کرنا ہو تو مرد سبحان اللہ کہیں اور عورتیں مذکورہ بالا کیفیت کے ساتھ متنبہ کردیں۔) بلکہ آپؐ نے مردوں سے مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر اور عورتوں سے مشابہت اختیار کرنے والے مردوں پر لعنت کی ہے۔

اس حدیث یعنی (زیر بحث روایت) سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ اور آپؐ کے اصحابؓ اس قسم کے سماع کے عادی نہ تھے' اسی لئے حضرت ابوبکرؓ نے اسے شیطان کی آواز قرار دیا۔ نبی ﷺ نے لڑکیوں کو ان کے حال پر اس لئے رہنے دیا تھا کہ وہ عید کا دن تھا اور بچوں کو ایسے موقع پر کھیل کود کی اجازت دے دی جاتی ہے' جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: تاکہ مشرکین جان لیں کہ ہمارے دین میں آسانی ہے' اور معلوم ہے کہ حضرت عائشہؓ اپنی ہم عمر لڑکیوں کے ساتھ کھیلا کرتی تھیں۔ (رسالہ وجد و سماع' ص ۲۶)

ایک ضروری وضاحت

روایات میں شادی بیاہ کے موقع پر زیادہ سے زیادہ دف بجانے کا جواز نکلتا ہے' تاکہ اس طرح اعلان سے نکاح اور زنا کے درمیان امتیاز ہوسکے۔ اب یہ اسلامی مزاج کے یکسر خلاف ہوگا کہ دف پر قیاس کرکے دوسرے ہر قسم کے باجے اور آلاتِ طرب جائز ٹھہرا لئے جائیں۔ اس کی مثال بالکل ایسی ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو خارش کی بنا پر ریشمی لباس کی اجازت دی گئی تھی۔ اب کوئی اور "ثقافت" کے بزرگ عام حالات میں بھی مردوں کے لئے اس کے جواز کا فتویٰ دے دیں تو کیا یہ انصاف کے مطابق ہوگا؟ جس طرح دین میں تنگی ممنوع ہے اسی طرح اس قسم کا توسّع اور تجدّد بھی جائز نہیں ہے جس سے دین میں تحریف کا دروازہ کھل جائے۔

یہ بھی واضح رہے کہ عرب میں بعثتِ نبویؐ کے وقت دف کے علاوہ دوسرے آلاتِ طرب

بھی رائج تھے جیسا کہ عربی زبان کی مستند لغات اور ادبی لٹریچر سے معلوم ہوتا ہے لیکن آنحضور ﷺ کے زمانہ مبارک میں مسلمانوں سے صرف دف کا استعمال ہی منقول ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس پاک معاشرے میں خوشی کے مواقع پر بھی تفریح کی رنگارنگی اور بوقلمونی درست نہیں سمجھی جاتی تھی۔

فقہاء کا یہ اصول کتنا حکیمانہ ہے کہ وہ احادیث جو اقوالِ نبویؐ پر مشتمل ہیں ان کی حیثیت عام قانون کی سی ہوگی' اور واقعاتی روایات صرف اپنے مندرجات ہی میں محدود رہیں گی' عموم و اطلاق کے لحاظ سے ان کا وہ درجہ نہ ہوگا جو قولی احادیث کو حاصل ہے۔ قاضی شوکانیؒ لکھتے ہیں لان الفعل لاعموم لہ' (ارشاد الفحول' ص۳۶)

اسلاف میں سے بعض اہلِ علم شادی بیاہ کے مواقع پر بھی دف کو مکروہ سمجھتے ہیں' اس طرز عمل کی بنیاد شریعت کا وہ ضابطہ ہے جسے "سدِّباب ذریعہ" کہا جاتا ہے' یعنی بعض مباحات پر اس وجہ سے پابندی لگادی جاتی ہے کہ اس سے معاشرہ میں حرام مشاغل کے نشوونما پانے کے لئے چور دروازے کھل سکتے ہیں۔ جیسے آپس میں ہدیئے' تحفے دینا لینا مسنون ہے لیکن کسی سرکاری افسر یا جس سے قرض لیا ہو' اس کو تحفے دینا یا اس کی خدمت میں ڈالیاں پیش کرنا جائز نہیں ہے' کیونکہ اس طرح رشوت اور سود کے لئے راستہ ہموار ہوجاتا ہے اور معاشرے کی اجتماعی زندگی فساد اور انتشار کا نشانہ بن جاتی ہے۔ اسی طرح نامحرم عورت کے حسن و جمال سے لطف اندوز ہونا اور حسین چہروں کو قصداً دیکھنا بھی ممنوع ہے' کیونکہ اس سے زنا اور بدکاری کے جراثیم معاشرے میں پھیلتے ہیں' حالانکہ اس موقع پر کہنے والا یہ کہہ سکتا ہے کہ اس نظارہ بازی سے ہم خدا کی قدرت اور اس کی صنعتِ خالقیت کا مشاہدہ کرتے ہیں (اور اس طرح ایمان و عرفان کو تازگی اور قلب و روح کو نئی زندگی حاصل ہوجاتی ہے) --- (اعلام الموقعین' ج ۲ ص ۶۴' از علامہ ابن قیم)

(جاری ہے)

قرآن حکیم کی مقدس آیات اور احادیث نبوی آپ کی دینی معلومات میں اضافے اور تبلیغ کے لئے اشاعت کی جاتی ہیں۔ ان کا احترام آپ پر فرض ہے۔ للذا جن صفحات پر یہ آیات درج ہیں ان کو صحیح اسلامی طریقے کے مطابق بے حرمتی سے محفوظ رکھیں۔